

## 107286- بد عقی کا مطلقاً عمل قبول نہ ہونے کے متعلق ضعیف احادیث

سوال

میں نے آپ کی ویب سائٹ پر بدعت کرنے والے شخص کے متعلق سوال پڑھا ہے، جس میں آپ نے ذکر کیا ہے کہ بد عقی کے پیچے نماز ہو جاتی ہے لیکن اس کی بدعت شرک کی حد تک نہ پہنچی ہو، لیکن میں نے ابن ماجہ اور دارمی کی درج ذیل حدیث کے ساتھ اس کا موازنہ کیا ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"اللہ تعالیٰ بد عقی کا نہ تروزہ قبول کرتا ہے اور نہ ہی نماز اور صدقہ اور نہ ج اور عمرہ اور نہ جہاد، اور نہ توبہ اور فدیہ وہ اسلام سے اس طرح نکل جاتا ہے جس طرح آئے سے بال"

اگر یہ حدیث صحیح ہے تو ہم بد عقی کے پیچے نماز کس طرح ادا کر سکتے ہیں چاہے وہ شرک کا مرتبہ نہ بھی ہو؟

جبیا کہ سابقہ حدیث میں "صاحب البدعة" کا لفظ وارد ہوا ہے جو ہر عام ہونے کی بناء پر بد عقی کو شامل ہے، میں جس علاقے میں رہتا ہوں وہاں بعض مساجد میں بدعت کا ارتکاب ہوتا ہے اور جس مسجد میں سنت پر عمل ہوتا ہے وہ میرے گھر سے دور ہے لہذا مجھے کیا کرنا چاہیے؟

برائے مہربانی اس معاملہ کو کتاب و سنت کے دلائل دے کر بیان کریں، اللہ تعالیٰ آپ کے اس عمل میں برکت عطا فرمائے۔

پسندیدہ جواب

اول :

بد عقی کے پیچے نماز ادا کرنے کے حکم میں سوال نمبر (20885) اور (26152) کے جوابات میں تفصیل گزرنچی ہے اس لیے یہاں دوبارہ ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

دوم :

سوال میں جو حدیث بیان کی گئی ہے اور اس کے علاوہ دوسری مرفوع احادیث جن میں بد عقی کا عمل قبول نہ ہونے کا ذکر کیا گیا ہے وہ یا تو ضعیف ہیں اور یا بھر منذر ان میں کوئی حدیث بھی صحیح نہیں ذیل میں ہم اس کی تفصیل بیان کرتے ہیں :

پہلی حدیث :

حدیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ بد عقی کا نہ تروزہ قبول کرتا ہے اور نہ ہی نماز اور صدقہ اور نہ ج اور عمرہ اور نہ جہاد اور نہ توبہ اور فدیہ وہ اسلام سے اس طرح نکل جاتا ہے جس طرح آئے سے بال"

سن ابن ماجہ حدیث نمبر (49).

ابن ماجہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی داؤد بن سلیمان عسکری نے اور وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن علی ابوہاشم بن ابی خداش موصیٰ سے وہ محمد بن محسن سے حدیث بیان کرتے ہیں اور وہ ابراہیم بن ابی عبلۃ سے وہ عبد اللہ بن دیلمی سے وہ حدیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔

علامہ البانی رحمہ اللہ نے السلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ حدیث نمبر (1493) میں اس حدیث کے متعلق کہتے ہیں :

یہ حدیث موضوع ہے، اس کی آفت یہ ابن محسن راوی ہیں جو کہ کذاب ہے، جیسا کہ ابن معین اور ابو حاتم کاہتا ہے اور حافظ ابن حجر تقریب التحذیب میں کہتے ہیں اسے انہوں نے جھوٹا کہا ہے، اور بوصیری نے اس کے متعلق تقابل سے کامیاب ہے وہ کہتے ہیں :

"اس کی سند ضعیف ہے، اس میں محمد بن محسن ہے اور سب اس کے ضعیف ہونے پر منتفق ہیں۔"

ویکھیں : المزاہد (10/1).

ان کے تقابل کی وجہ یہ ہے کہ بعض اوقات راوی کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہو سکتا ہے لیکن وہ کذاب نہیں ہوتا، تو اس وقت بغیر کسی سبب کے اتفاق ذکر کر دینا راوی کے واقع کے متعلق معتبر نہیں ہوگا، لہذا آپ غور کریں "انتہی"

ویکھیں : السلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ حدیث نمبر (1493).

دوسری حدیث :

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"اللہ تعالیٰ بد عتمی کے عمل کو قبول کرنے سے انکار کرتا ہے حتیٰ کہ وہ بدعت ترک کر دے"

اسے ابن ابی حاتم نے الجرح والتعديل (439/9) اور ابن ماجہ نے سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (50) اور ابو الفضل المقری نے احادیث فی ذم الكلام واعده (3/111) میں اور ابن ابی عاصم نے المسیح حدیث نمبر (32) میں اور خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد (13/185) میں اور ابن الجوزی نے ان کے طریق سے العلل المتناحیة (1/144) میں روایت کیا ہے۔

ان سب نے بشر بن منصور النجاشی عن ابی زید عن المغیرہ عن عبد اللہ بن عباس کے طریق سے روایت کی ہے۔

ابن ابی حاتم اس کو روایت کرنے کے بعد کہتے ہیں :

ابو زرمه سے ان دونوں یعنی ابو زید اور ابو المغیرہ کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا : میں ان دونوں کو نہیں جانتا، اور نہ ہی بشر بن منصور کو جانتا ہوں جس سے الائچ نے روایت کی ہے "انتہی"

اور ابن الجوزی کہتے ہیں :

"یہ حدیث رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ثابت نہیں، اور اس میں مجھوں اشخاص پائے جاتے ہیں" انتہی

ویکھیں : العلل المتناحیة (145/1).

اور علامہ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"یہ منکر ہے، اور اس کی سند ضعیف اور مسلسل بالجھولین ہے، ابو زرعہ کہتے ہیں : میں نہ تو ابوزید کو جانتا ہوں اور نہ ہی اس کے شیخ کو اور نہ بشر کو، اور امام ذہبی رحمہ اللہ ان کے اول میں کہتے ہیں : تبھل اور آخر کے متعلق کہتے ہیں وہ نہیں جانتے کہ وہ دونوں کون ہیں " اور بوصیری رحمہ اللہ نے "الزوائد" (11/1) میں ان کی موافقت کی ہے "انتہی"

دیکھیں : السلسلۃ الاحادیث الصعیفۃ حدیث نمبر (1492).

سوم :

بعض لوگوں پر علی بن ابی طالب سے وارد شدہ درج ذیل حدیث کی بنابر اشکال پیدا ہو سکتا ہے :

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کامدینہ میں بدعت کرنے والے کے متعلق فرمان ہے :

"اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول نہیں کریگا اور نہ ہی اس سے فریہ قبول کریگا"

صحیح بخاری حدیث نمبر (7300) صحیح مسلم حدیث نمبر (1370).

اسی طرح تابعین سے منقول ہے مثلاً حسن بصری کہتے ہیں :

"اللہ تعالیٰ بد عتی کا نہ توروزہ قبول کرتا ہے اور نہ ہی روزہ اور نہ حج اور عمرہ حتیٰ کہ وہ بدعت کو ترک کر دے " انتہی

اسے آجری نے الشریعہ (64) میں اور ابو شامہ نے اباعث علی انکار البدع و الحوادث صفحہ (16) میں روایت کیا ہے، اور اسی طرح امام اوزاعی سے بھی مردی ہے جیسا کہ ابن وضاح کی البدع و الحنفی عنخا (27) میں درج ہے.

اور فضیل بن عیاض رحمہ اللہ سے ان کا قول مردی ہے :

"بد عتی کا کوئی عمل اللہ کی جانب نہیں اٹھایا جاتا"

اسے لاکانی نے شرح اصول اعتماد اصل الشیة (139/1) میں نقل کیا ہے.

امام شاطبی رحمہ اللہ نے ان آثار کی شرح میں دواحتال ذکر کیے ہیں :

یا تو اس سے مراد یہ ہے کہ :

اس کا مطلقاً کوئی بھی عمل قبول نہیں کیا جاتا، چاہے وہ کسی بھی طریقہ پر ہو سنت کے موافق یا مخالف۔

یا اس سے مراد یہ ہے کہ :

اللہ تعالیٰ اس بدعت کا خاص کروہ عمل قبول نہیں کرتا جو بدعت ہے لیکن بدعت کے علاوہ باقی عمل قبول ہوتے ہیں.

رہا پھلا تو اس میں تین وجہ ممکن ہیں :

پہلی وجہ :

یہ اپنے ظاہر پر ہو کہ ہر بدعت کوئی بھی عمل قبول نہیں ہوتا چاہے اس کی بدعت کبھی بھی ہو، اور وہ بدعت اس میں داخل ہو یا نہ، دین میں بدعاۃ لیجاد کرنے والوں کے لیے یہ بہت شدید اور سخت ہے۔

دوسری وجہ :

اس کی اصل بدعت ہوا اور باقی سارے اعمال اس کی فرع جیسا کہ جب خبر واحد پر عمل کرنے سے مطلقاً انکار کردے کیونکہ عام احکام کی تکلیف تو اس پر مبنی ہے۔

تیسرا وجہ :

بدعی کو بعض تعبدی یا دوسرے امور میں اس کی خاص بدعت کا اعتقاد اسے ایسی تاویل کی طرف لاستھان ہے جس سے اس کا شریعت میں اعتقاد ضعیف ہو جائے اس سے اس کے سب عمل باطل ہو جائیں گے۔

رہا دوسرا تو اس سے خاص کر ان اعمال کی عدم قبولیت مراد ہے جس میں بدعت ہو، تو بھی ظاہر ہے اور اس پر یہ حدیث دلالت کرتی ہے:

"ہر وہ عمل جس پر ہمارا حکم اور امر نہیں وہ مردود ہے" انتہی مختصر ا

دیکھیں : الاعتصام (1/108-112).

لیکن اس مسئلہ میں تحقیق وہی ہے جو ڈاکٹر برائیم الر جیلی نے اپنی کتاب "موقع احل السیمة من احل الاحواء والبدع" میں ذکر کی ہے وہ کہتے ہیں:

"جس پر ظاہری نصوص اور سلف رحمہ اللہ کی کلام دلالت کرتی ہے کہ بدعتی کا اللہ تعالیٰ عمل قبول نہیں کرتا، اس کو درج ذیل دجوہات پر محمول کیا جاستا ہے:

پہلی وجہ :

کلام ظاہر پر محمول ہو گی، اور مراد یہ ہے کہ بدعتی کا کوئی بھی عمل قبول نہیں ہوتا، چاہے وہ عمل بدعت ہو یا غیر بدعت یہ کافر بدعتی کے حق میں ہے غیر کافر کے لیے نہیں۔

دوسری وجہ :

بدعت کا وہ عمل رد ہو گا جو ناص کر بدعت ہے، چاہے وہ خالصتاً بدعت ہو یا پھر شرعاً ہو اور اس میں بدعت داخل ہوئی اور اسے خراب و فاسد کر دیا۔

تیسرا وجہ :

بطور سزا عمل کا اجر ضائع ہو جاتا ہے، گویا کہ وہ قبول ہی نہیں ہوا۔

چوتھی وجہ :

نصوص ترھیب اور بدعت سے نفرت اور دور رہنے پر مجموع ہیں۔

یہاں سلف کی کلام اور نصوص کی توجیہ پر مجموع کرنے کا باعث وہ ہے جو ان نصوص کے معارض شرعی اصول سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمان شخص کا عمل اس وقت قابل قبول ہوتا ہے جب اس میں دو شرطیں اخلاص اور متابعت یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتفاق اپائی جائیں، بغیر دیکھے کہ صاحب عمل دوسرے اعمال میں بدعت یا معصیت کا مرتبہ ہوا ہے یا نہیں، کونکہ اس کی قبول عمل پر کوئی تاثیر نہیں "انہی مختصر اہل کتب میں مذکور ہے:

دیکھیں: موقف اهل السنة من اهل الاحواء والبدع (292/1-293).

یہاں مذکور تیسری وجہ کو اسی بدعت پر مجموع کرنا چاہیے جس کے متعلق شریعت سے ثابت ہو کہ اس پر عمل کرنے والے کے عمل ضائع ہو جاتے ہیں نہ کہ ہر بدعت میں یہ توجیہ صحیح ہے۔

اہل اور شارحین حدیث نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان:

"اللہ تعالیٰ اس کی نہ تو توبہ قبول کرتا ہے اور نہ ہی فدیر"

سے بدعتی کے متعلق لیا مقصود ہے بیان کیا ہے:

لہذا قاضی کہتے ہیں: کہا گیا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے: نہ تو اس کا فرض قبول کیا جائیگا اور نہ ہی نظری عبادت قبول رضا ہو گی، اگرچہ وہ بطور جزا اور بدلہ قبول ہو گی، اور ایک قول یہ بھی ہے کہ یہاں قبول تخفیر ذنب کے معنی میں ہے"

دیکھیں: شرح مسلم نووی (9/141).

حاصل یہ ہوا کہ:

اگر بدعت کی بدعت مکفرہ کفر صریح نہ ہو تو اس کے پیچے نماز ادا کرنی جائز ہے، اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ لوگوں کا ان کے اعمال کے مطابق حساب کریگا، لہذا جو کوئی بھی ذرہ برابر نیکی کریگا وہ اسے دیکھ لے گا، اور جو کوئی بھی ذرہ برابر باتی کریگا وہ بھی اسے دیکھ لے گا۔

واللہ اعلم.